Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۴ صفر ۱۴۱۲ھ، ۱۵ ظہور ۱۳۷۰ ہش، ۱۵ اگست ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۸۱

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کیلئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

ربوہ: ۱۳ اگست۔ اسلام آباد سے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے ذریعے موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق:

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے درجہ بدرجہ بہتر ہو رہی ہے۔ جمعرات کے روز مزید ٹیسٹ لئے جائیں گے۔ اس سے قبل جو ٹیسٹ وغیرہ لئے گئے تھے وہ تسلی بخش تھے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے کامل شفا کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دُنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے مگر انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مُردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں۔ اُس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان (سب سے زیادہ گمراہ) کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے، کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۴)

اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ایمان کی سلامتی کیلئے دعائیں کرتے رہو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"مَیں نے آپ کو یہ بتایا ہے۔ بچّوں کو بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ ہر نماز پہلی نماز اور اپنے درمیان کے وقفہ (میں سرزد ہونے والی خطاؤں کو معاف کرواتی ہے) اس درمیانی وقفہ میں جہاں نماز کی عبادت کے علاوہ دوسری ذمہ داریاں انسان نباہتا ہے۔ ان میں کوئی ایسا وقفہ نہیں جو دو نمازوں کے درمیان نہ ہو۔ صبح کی نماز اور ظہر کے درمیان، ظہر اور عصر کے درمیان، عصر اور مغرب کے درمیان مغرب اور عشاء کے درمیان، عشاء اور صبح کی نماز کے درمیان، یہی ہماری زندگی ہے۔ دن اسی کا مجموعہ ہے۔ پانچ نمازوں کے اوقات مل کر ایک دن بن جاتے ہیں اور یہ دن مل کر ہفتے بن جاتے ہیں اور ہفتے پھر سال بن جاتے ہیں اور کئی سال اکٹھے ہو کر ہماری عمر بن جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمیں یہ بشارت دی کہ نماز، نماز کے درمیان کی جو کوتاہیاں اور غفلتیں ہیں ان کے لئے نماز میں دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ جو ہم سے غفلتیں ہو گئی ہیں وہ دُور کر اور ہمیں معاف کر دے لیکن غفلتوں سے مراد کبائر نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جو انسانی کمزوریوں کے نتیجہ میں اس سے سرزد ہو جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ اور جمعہ کے درمیان کے وہ صغائر وہ چھوٹے چھوٹے گناہ جو ہماری نمازیں معاف نہیں کروا سکیں۔ جمعہ کی بعض گھڑیاں ایسی ہیں جن میں خدا کے حضور جھکو اور کہو کہ اے خدا ہم نے کوشش کی۔ لیکن ہماری کمزور کوششوں کے نتائج پورے نہیں نکل سکتے جب تک تیرا فضل شاملِ حال نہ ہو۔ جو خامیاں رہ گئی ہیں۔ اب اس ہفتہ کی کوتاہیوں کو آج معاف کر دے اور اگر خلوصِ نیت ہو اور انسان کے اندر ایک عاجزانہ تڑپ ہو اور تضرع ہو اور حقیقی توحید پر وہ قائم ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اس کی آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوں گویا کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہے تو پھر اسے امید رکھنی چاہیئے کہ ہر جمعہ سے پہلے سات دنوں کے اسی قسم کے صغائر جو پہلے معاف نہیں ہو سکے وہ اس جمعہ کی پاک گھڑیاں معاف کروا دیتی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

درخواست دُعا

○ مکرم چوہدری بشیر احمد خاں صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے انکی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحۂ ارتحال

○ مکرم پیر محمد اکبر صاحب سقراط سابق صدر جماعت احمدیہ گولیکی ضلع گجرات حال دارالعلوم غربی ربوہ مورخہ ۹ اگست ۱۹۹۱ء بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ کی عمر ۸۹ سال تھی۔ موصوف ایک لمبا عرصہ گولیکی کے سیکرٹری مال اور امام الصلوٰۃ رہے۔ آپ نے دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشاں نے پڑھائی اور بعد از تدفین آپ نے ہی دعا کرائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

ہفتہ وقارِ عمل

مورخہ ۲۳ اگست تا ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء

قائدینِ علاقہ، قائدینِ اضلاع اور قائدینِ مجالس مطلع رہیں کہ مورخہ ۲۳ اگست تا ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء تک ہفتہ وقارِ عمل کا پروگرام ہے۔

اس ہفتہ کے دوران اور خصوصاً مورخہ ۳۰ اگست کو تمام مجالس مثالی وقارِ عمل منائیں۔ اور معیّن پروگرام بنا کر اس ہفتہ کو کامیاب بنائیں۔

(مہتمم وقارِ عمل)

موسم برسات کی شجرکاری مہم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵؍ظہور ۱۳۷۰ہش ۱۵؍اگست ۱۹۹۱ء

چندوں کی تربیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ نیکی دل سے پھوٹتی ہے لیکن دل تربیت کا محتاج ہے اس میں سے وہی چیز یا وہی بات نکلے گی جس کی اسے تربیت دی گئی ہوگی۔ نیکی کی تربیت دیجئے تو نیکی کی بات دل سے پھوٹے گی اور اگر دل کو غلط راستے پر لگا دیا جائے گا تو غلط باتوں ہی کی طرف توجہ کرے گا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ نیکوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ یہ بھی دل کی بہتر تربیت کا ایک اہم طریق ہے۔ نیکوں کی صحبت میں رہنے والا یقیناً نیکیوں کی طرف مائل ہوگا اور نیکیاں کرے گا۔

اس تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اوائل عمر ہی سے اس کی طرف توجہ دی جائے۔ ہمارے ہاں — جماعت میں — ہمیشہ اس بات کی تلقین کی جاتی ہے کہ بچے کو چھوٹی عمر ہی سے چندہ دینے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ چندہ اس کے ہاتھ سے دلوانا چاہیئے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض ماں باپ اس راز کو سمجھتے ہوئے بچے کے ہاتھ سے خرچ کرواتے ہیں حتیٰ کہ فقیر کو کچھ دینا ہو تو بچے کے ہاتھ میں رقم دیتے ہیں کہ وہ دے۔ تاکہ اس کے دل میں احساس پیدا ہو کہ ایسا کرنا اچھی بات ہے۔

جن بچّوں کو اوائل عمر ہی سے چندہ دینے کی عادت پڑ جاتی ہے وہ ملازم ہوتے ہیں یا تجارت شروع کرتے ہیں تو جماعت کے چندوں میں بھرپور طریق پر حصّہ لینے لگتے ہیں۔ انہیں کہنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی اور اگر چندوں کی عادت نہ ہو تو جب روپیہ پیسہ ہاتھ میں آنے لگتا ہے تو انسان اسے چندوں پر خرچ کرنے سے جی چرانے لگتا ہے۔ سیّدنا حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پہلے ان والدین کا ذکر کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ چندہ نہیں دینا تو کوئی بات نہیں ابھی اس کے دن ہی کیا ہیں۔ پھر دوسری قسم کے والدین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جو ساری عمر نعمتیں حاصل کیں خدا کا پیار پایا۔ اللہ تعالیٰ سے غیر معمولی برکتیں حاصل کیں تو اس سے ہماری اولاد کیوں محروم رہے۔ چنانچہ وہ انہیں تاکید کرتے ہیں کہ چندہ ادا کریں۔ یہ ہے صحیح تربیت کا رنگ اور اسے اوائل عمر ہی سے شروع کر دینا چاہیئے۔

تربیت کے دیگر امور کے ساتھ ساتھ والدین کی یہ بھی ایک بہت بڑی ذمّہ داری ہے کہ وہ اپنے بچّوں کے دلوں کو شروع ہی سے اس بات کی طرف مائل کریں کہ وہ جماعتی چندوں میں حصّہ لیں۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دیکھیں گے کہ بچّوں کو چندہ دینے میں لُطف آنے لگا ہے اور یہی لُطف ایمان کی دلیل ہے۔

لوگ کچھ کہتے ہیں دیکھو تو وہ کیا کہتے ہیں
ہر بُری بات کو وہ حُسنِ ادا کہتے ہیں
تجھکو کہتے ہیں بُرا، تجھکو مبارک ہو یہ بات
"ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں"

——— ابوالاقبال

مَیں تو ہر گمبھیر اندھیرے میں سفر کرتا رہا
اور مرا مدِّ مقابل دن میں بھی ڈرتا رہا

اہلِ گیر و دار کی ہر دم رہی مجھ پر نظر
اُن کی ہر کوشش کو مَیں صرفِ نظر کرتا رہا

مجھ اکیلے کی طرف آیا ہجوم اندر ہجوم
مجھ اکیلے سے ہجومِ مردماں ڈرتا رہا

لَوٹ جاتی ہے انہیں کی سمت نفرت کی ہَوا
مَیں محبت سے سبھی کی جھولیاں بھرتا رہا

جو بہت تیراک تھے وہ ڈوب کر نکلے نہیں
مَیں مسلسل ڈوبتا اور ڈوب کر تِرتا رہا

زندگی جن کو عزیز از جاں تھی مَرکر مٹ گئے
اور مَیں مَرمَر کے جیتا جی کے پھر مرتا رہا

سنگِ دَر کی آرزو مجھکو کہاں تک لے گئی
مَیں ہر اک دہلیز پر جی بھر کے سر دھرتا رہا

مجھ سے کیا تم تو مری پرواز سے جلتے رہے
مَیں تو بے پَر ہو کے بھی پرواز ہی کرتا رہا

تو مری راہوں میں سدِّ راہ کی تعمیر کر
ہے یہی وہ جُرم جو تو عمر بھر کرتا رہا

وہ مری ہر بات سے مجروح ہو جاتے رہے
ان کی ہر اِک بات کو چُپ چاپ مَیں جرتا رہا

زادِ راہ کیا ساتھ لُوں درپیش ہے کیسا سفر
بے عمل ہو کر نسیم اس بات سے ڈرتا رہا

نسیم سیفی

محترم ثاقب زیروی صاحب کی نظم الفضل کے یومِ آزادی نمبر میں صفحہ ۵ پر شائع ہوئی ہے اس کا مطلع یوں پڑھا جائے۔

چاک دل چاک گریباں کوئی تو ہنس کر سیئے
پھر رہے ہیں دل کی حسرت آج تک دل میں لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضور نے فرمایا۔

میرے نزدیک اب وقت آگیا ہے کہ ہم دماغی ترقی کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اس وقت تک جو کتابیں ہماری جماعت کی طرف سے شائع ہوئی ہیں وہ کسی تنظیم کے بغیر شائع ہوئی ہیں۔ سوائے "کبیر" کے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ جماعت کا ہر فرد وقتی ضرورتوں کے ماتحت ایک خاص پروگرام کے ماتحت چلے اور اس طرح ترقی کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے میں نے سمجھا کہ نیا مرکز بن جانے کے بعد ایک خاص نظام قائم کردوں۔ تا جماعت کے افراد کی خاص طور پر تربیت ہو اور اخلاق، عقائد، مذہب اور دیگر دنیوی علوم پر ہر آدمی آسانی کے ساتھ عبور حاصل کر سکے۔ اور اس کا یہی طریق ہے کہ آسان اردو میں ایسی کتابیں شائع کی جائیں جو ہر مضمون کے متعلق ہوں اور علمی مطالب پر حاوی ہوں اور ایسی سیدھی سادی زبان میں ہوں کہ معمولی زمیندار بھی انہیں سمجھ سکے ...... وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی جس کے صرف چند افراد عالم ہوں ہم نے اگر ترقی کرنا ہے تو ہمیں اپنی جماعت کے علم کے درجے کو بلند کرنا ہوگا۔ اس کا طریق یہی ہے کہ کتب کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے جس میں دنیا کے تمام موٹے موٹے علوم آجائیں اور وہ بچوں اور درمیانی عمر والوں اور پختہ کار لوگوں غرض سب کے لئے کافی ہوں۔ اس کے تین سلسلے ہوں گے پہلا سلسلہ مڈل سے نیچے پڑھنے والے لڑکوں کے لئے یا یہ سمجھ لیجئے کہ پہلا سلسلہ ۱۲ سال سے کم عمر والے بچوں کے لئے ہوگا۔ دوسرا سلسلہ انٹرنس پاس یا سولہ سترہ سال کے بچوں کے لئے ہوگا۔ اور تیسرا سلسلہ اس سے اوپر عمر والوں اور پختہ کار لوگوں کے لئے ہوگا۔ یہ کتابیں ایسی سلیس اردو میں لکھی جائیں گی کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اردو لکھنے والا بھی انہیں سمجھ سکے۔ اسی طرح میری رائے یہ ہے کہ یہ کتابیں اس طرز پر لکھی جائیں کہ پہلی کتاب پچاس صفحات کی ہو، دوسری اسی صفحات کی ہو اور تیسری کتاب اوسطاً ۱۲۵ صفحات پر مشتمل ہو اور پھر وہ کتاب جو سولہ سترہ سال تک کے افراد کے لئے ہو وہ سولہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ اور ہر وہ کتاب جو اس سے اوپر والے افراد کے لئے ہو وہ ۳۵ ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ اور اس لئے کہ لکھنے والے ان کتابوں کو غور سے لکھیں اور مطالعہ کر کے لکھیں۔ ان کے لئے ایک رقم بطور انعام مقرر کی جائے گی تاکہ وہ اس علم کی کتابیں مطالعہ کر کے مضمون لکھیں۔ اور ایسی سلیس اردو میں لکھیں کہ ہر معمولی خواندہ اسے سمجھ سکے۔ میرا خیال ہے کہ ہر کتاب کے لئے جو ۲۵۰ صفحات کی ہو پچاس روپے سے ایک سو روپیہ تک کا انعام رکھا جائے۔ ان کتب کی خصوصیات یہ ہوں گی۔

۱۔ ان میں تمام قسم کے علوم کے متعلق باتیں ہوں گی۔

۲۔ یہ سلیس اردو میں ہوں گی جسے ایک معمولی اردو جاننے والا بھی سمجھ سکے۔

۳۔ ان میں کسی قسم کی اصطلاح استعمال نہیں کی جائے گی۔ ان اصطلاحوں کی وجہ سے مضمون سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے ... لیکن چونکہ کبھی کبھی بعض شوقین لوگ علماء کی مجلس میں بھی چلے جائیں گے اور ان کی باتوں سے لطف اندوز ہوں گے اس لئے حاشیہ میں ان اصطلاحات کا بھی ذکر کر دیا جائے گا۔ اس طرح انہیں یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ برکلے اور کانٹ نے کیا کہا ہے۔ بلکہ کتاب کے حاشیے میں ہی یہ لکھا ہوا ہوگا کہ برکلے اور کانٹ کا یہ مقولہ ہے یا یہ فلاں کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ غرض جب بھی وہ چاہے اپنے عام علم کو اصطلاحی علم میں بدل لے یا سیدھی سادھی اردو میں پڑھ لے غرض ہر صفحہ کے نیچے ہر ایک امر کا حوالہ دیا جائے گا تا جس کو شوق ہو تحقیق کر سکے اس سلسلے کی کئی کڑیاں ہوں گی۔ اول بچوں کے لئے یعنی ابتدائی تعلیم سے مڈل تک کے بچوں کے لئے، مگر اس سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہوں جو معمولی لکھنا پڑھنا ہی جانتے ہوں۔ دوئم۔ بڑے بچوں کے لئے یعنی ہائی سکولوں کے طالب علموں کیلئے سوئم۔ بڑوں کے لئے قطع نظر اس کے کہ وہ کالجوں میں پڑھتے ہوں۔ یا انہوں نے خود تحقیق کی ہو۔

چہارم ۔ محض لڑکیوں کے لئے
پنجم ۔ محض لڑکوں کے لئے
ششم ۔ محض مردوں کے لئے
ہفتم ۔ محض عورتوں کے لئے
ہشتم ۔ بیوی کے لئے
نہم ۔ میاں کے لئے
دہم ۔ اچھے شہری کے لئے

اس کے بعد حضور نے چار سلسلوں کا ذکر فرمایا۔ پہلے سلسلے میں ہستی باری تعالیٰ وغیرہ مضامین جن کی کل تعداد دس بیان فرمائی۔ دوسرا سلسلہ عبادات اور اس کی ضرورت جس کی ۳۲ شقیں بیان فرمائیں تیسرا سلسلہ تاریخ مذہب سے قبل تاریخ جس کی ۵۱ شقیں بیان فرمائیں۔ چوتھا سلسلہ رسالہ کیمسٹری ناواقفوں کے لئے جس کی ۴۰ شقیں بیان فرمائیں۔

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات —— نون سین

امن کانفرنس اور یاسر عرفات

تنظیم آزادیٔ فلسطین کے چیئرمین نے تیونس میں کہا ہے کہ وہ ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کریں گے کہ اکتوبر میں تجویز کردہ مشرق وسطیٰ امن کانفرنس کیلئے مشرقی یروشلم کے عرب باشندوں میں سے فلسطینی نمائندے لئے جائیں۔ اسرائیل نے تو اس بات سے بالکل انکار کر دیا ہے کہ وہ یروشلم میں رہنے والے عرب باشندوں سے گفت و شنید کرے گا۔ اس وقت فلسطینی نمائندگی سب سے زیادہ روک بنی ہوئی ہے اگرچہ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر شبانہ روز کوششوں میں مصروف ہیں کہ کسطرح اس امن کانفرنس میں فلسطینی نمائندگی کا فیصلہ ہو جائے لیکن یہ بات خاصی مشکل بلکہ ناممکن نظر آتی ہے۔ مسٹر بیکر نے رباط میں جبکہ وہ اپنے دورے کی آخری منزل میں تھے اس بات کی کوشش کی کہ مغرب میں تنظیم آزادیٔ فلسطین کے اتحادیوں سے مل کر فلسطینی نمائندگی کا مسئلہ حل کر لیا جائے۔

اسرائیل کو اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر مشرقی یروشلم کے باشندوں کو نمائندگی دی گئی تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یروشلم پر اسرائیل کا پوری طرح اقتدار نہیں ہے اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کے نمائندوں کے ساتھ مل بیٹھ کر گفت و شنید نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ اس تنظیم کو ایک دہشت گرد تنظیم سمجھتا ہے یاسر عرفات نے ایک انٹرویو میں جو رائٹرز کو دیا گیا کہا ہے کہ کیا تم امید رکھتے ہو کہ میں یروشلم کو فروخت کر دوں۔ خدا کی قسم اگر کوئی سورج میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دے تب بھی میں ایسا نہیں کروں گا۔ یاسر عرفات اس بات کا بھی تقاضا کر رہے ہیں کہ کانفرنس کا میمورینڈم لکھا لکھایا ان کے پاس آنا چاہیئے۔ اور یہ وہ میمورینڈم ہونا چاہیئے جو امریکہ کانفرنس کے نمائندوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ استنبول سے موصول ہونے والی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جہاں تک مصریوں کا تعلق ہے وہ تنظیم آزادیٔ فلسطین سے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس کانفرنس کے سلسلے میں تکلفات میں نہ پڑیں اور اسطرح فلسطینیوں کو مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کی کوششوں سے محروم نہ کریں۔ مصر کے وزیر خارجہ عامر موسیٰ تنظیم آزادیٔ فلسطین کے امور خارجہ کے چیف فاروق قدومی سے ملے اور اس ایک گھنٹے کی ملاقات میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ تنظیم آزادی فلسطین کو حصہ لینا چاہیئے۔ مسٹر موسیٰ نے اس بات کی کوشش کی کہ یاسر عرفات امن کانفرنس پر صاد کر دیں۔ انہوں نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ اس تاریخی موقعہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

او۔آئی۔سی کانفرنس

استنبول میں او۔آئی۔سی۔ تنظیم اسلامی کانفرنس۔ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر حامد الغابد نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس تنظیم کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کریں تاکہ یہ مسلمانوں کی خواہشات پر پوری اتر سکے وہ ۲۰ وزرائے خارجہ کی کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے اس موقعہ پر ترکی کو خاص طور پر سراہا کہ وہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اس کانفرنس کے اصولوں کی پابندی کر رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ کانفرنس جو استنبول میں منعقد کی جا رہی ہے درحقیقت اسلامی وزرائے خارجہ کی خلیج کی جنگ کے بعد پہلی کانفرنس ہے۔ خلیج کی جنگ نے مسلم ممالک کے اتحاد پر برا اثر ڈالا تھا اور اس کی صفوں میں کمزوری پیدا کر دی تھی۔

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی یادداشتیں

مجلس امن میں یہ قضیہ ہندوستان کی طرف سے پیش کیا گیا تھا اس لئے مجلس میں پہلے ہندوستان کے نمائندہ کو تقریر کرنی تھی پاکستان کی طرف سے جوابی تقریر کی تیاری تو ہندوستان کے نمائندہ کی تقریر سننے کے بعد ہی کی جاسکتی تھی۔ البتہ اس کے لئے ضروری مواد جمع کرنا اور اسے ترتیب دینے کا کام پہلے بھی ہو سکتا تھا۔ اگرچہ قاعدے کے لحاظ سے اس قضیے میں ہندوستان کی حیثیت مستغیث کی تھی۔ لیکن درحقیقت مستغیث پاکستان تھا اور ہندوستان ملزم۔ مستغیث کی حیثیت سے جو کچھ ہم کہنا چاہتے تھے اس کا ڈھانچہ تیار کرنے کا یہی وقت تھا۔ غرض یہ دو دن بہت مصروفیت میں گذرے۔

ہندوستانی وفد کے سربراہ سرگوپالا سوامی آئینگر تھے جو برسوں ریاست کشمیر کے وزیر اعظم رہ چکے تھے اور ان دنوں بھارت کی مرکزی حکومت میں وزیر تھے۔ ان کے معاون سرگرجا شنکر باجپائی اور مسٹر ایم ایل سیتلواڈ تھے۔ ان دنوں مجلس امن کے اراکین ارجنٹائن، بلجیم، کینیڈا، چین، کولمبیا، فرانس، شام، روس، برطانیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور یوگوسلاویہ تھے۔ ان میں چین، فرانس، روس، برطانیہ، اور ریاستہائے متحدہ امریکہ تو مستقل اراکین تھے اور باقی چھ میعادی اراکین۔

ہندوستان کی طرف سے سرگوپالا سوامی آئینگر نے ۱۵ جنوری کو سہ پہر کے اجلاس میں تقریر کی۔ خلاصہ اس کا یہ تھا۔ مہاراجہ کشمیر نے ریاست جموں و کشمیر کا الحاق ہندوستان کے ساتھ برضا و رغبت کیا ہے۔ اس کے خلاف پاکستان کی انگیخت پر اور اس کی مدد کے ساتھ قبائلیوں نے ریاست پر دھاوا کر کے بہت فساد اور خون خرابہ کیا ہے قبائلیوں کی روک تھام کے لئے ہندوستان کو اپنی فوج بھیجنی پڑی۔ موجودہ صورت جنگ کا رنگ اختیار کر گئی ہے۔ پاکستان قبائلیوں کی ہر طرح سے مدد کر رہا ہے۔ بہت سے پاکستانی فوجی اور افسر بھی قبائلیوں کے ساتھ ہیں۔ پاکستان کا یہ رویہ بین الاقوامی قانون کے خلاف ہے۔ پاکستان کو اس سے روکنا لازم ہے۔ پاکستان قبائلیوں کی مدد بند کرے اور انہیں واپس جانے پر آمادہ کرے الحاق کے متعلق ہندوستان کا مؤقف یہ ہے کہ جہاں فرمانروائے ریاست ایک مذہب کا ہو اور رعایا کی کثرت دوسرے مذہب کی ہو وہاں فرمانروا کا فرض ہے کہ وہ الحاق کا فیصلہ رعایا کی کثرت رائے کے مطابق کرے۔ ہندوستان اس اصول پر پختہ طریق سے کاربند ہے۔ چنانچہ جب ریاست کشمیر میں امن قائم ہو جائے گا تو ہم کشمیر کی رعایا کے منشاء کے مطابق الحاق کے معاملے میں آخری فیصلہ کریں گے۔ ان کی تقریر کے بعد اجلاس دو دن کے لئے ملتوی ہو گیا۔

دوسرے اجلاس میں میں نے جوابی تقریر میں کہا ہندوستان کے نمائندے نے اپنی تقریر میں عمداً اس قضیئے کی پیچیدگیوں کو پس پردہ رہنے دیا ہے اور صرف پاکستان کے خلاف الزامی پہلو پر زور دیا ہے۔ ہماری طرف سے اس اہم اور پیچیدہ قضیئے کے پس پردہ حالات کو ظاہر کرنا اور ہندوستان کو مجرم کی حیثیت میں دکھانا ضروری ہے۔ اس لئے لازماً بہت سے امور کی وضاحت ناگزیر ہے جن کا بیان ہندوستان کی طرف سے اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ ان کے خلاف جاتے ہیں۔ ان تمام واقعات کا مختصر بیان بھی وقت چاہتا تھا اور مجلس امن کے ایک اجلاس میں تقریر کے لئے صرف سوا دو گھنٹے میسر آتے تھے اس لئے میری تقریر تین اجلاسوں میں مکمل ہوئی۔

چند سالوں کے بعد کولمبیا کے نمائندے نے ایک دفعہ مجھ سے کہا۔ کشمیر کے معاملے میں ہندوستانی نمائندے کی پہلی تقریر سننے کے بعد مجلس امن کے اراکین کی کثرت کا یہ تاثر تھا کہ پاکستان نے آزادی حاصل کرتے ہی فساد کا رستہ اختیار کر لیا ہے اور دنیا کے امن کے لئے ایک خطرے کی صورت پیدا کر دی ہے۔ لیکن جب جواب میں تمہاری طرف سے اصل حقیقت کے رُخ سے پردہ ہٹایا گیا تو ہم نے سمجھ لیا کہ ہندوستان مکاری اور عیاری سے کام لے رہا ہے اور کشمیر کی رعایا پر ظلم ہو رہا ہے اور ہمارا یہ تاثر بعد میں کسی وقت بھی زائل نہیں ہوا۔

دو تین دن بعد میری تقریر کا جواب مسٹر سیتلواڈ نے دیا۔ اپنی تقریر کے شروع میں انہوں نے میرے متعلق کچھ درشت کلامی بھی کی۔ مسٹر سیتلواڈ بڑے قابل وکیل ہیں۔ انہوں نے اپنی قابلیت کا ہر حربہ استعمال کیا لیکن ایک مردہ کیس میں جان ڈالنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ ممکن ہے مجلس کے بعض اراکین نے کچھ اثر قبول کیا ہو کیونکہ ہمارے وفد میں سے سفیر اصفہانی صاحب کچھ مشوش نظر آتے تھے مبادا کوئی رکن مسٹر سیتلواڈ کے فریب میں آجائے۔ مسٹر سیتلواڈ نے ہندوستان کے دامن کو پاک اور بے داغ ثابت کرنے کے لئے یہاں تک کہہ دیا کہ مہاراجہ کشمیر کی الحاق کی درخواست قبول کرتے ہوئے ہم نے خود ان پر واضح کر دیا ہے کہ یہ الحاق عارضی ہے اور مستقل جب ہو گا جب کشمیر کی رعایا کی کثرت آزادانہ طور پر اس کی تائید میں اظہار رائے کر دے گی۔ اس سے بڑھ کر انصاف پسندی کا ثبوت ہم کیا دے سکتے ہیں؟ وہ بہت سی کھلی اور بے بنیاد باتیں بھی کہہ گئے۔ میرا تاثر یہ تھا کہ انہوں نے ہمارے لئے موقعہ پیدا کر دیا ہے کہ ہم اراکین مجلس پر ثابت کر دیں کہ ہندوستان کا دعویٰ کچھ ہے اور عمل بالکل اس کے خلاف ہے۔ میرا یہ بھی تاثر تھا اور اب تک ہے کہ مسٹر سیتلواڈ نے اپنی طرف سے کوئی بات فریب یا بد دیانتی سے نہیں کی تھی۔ البتہ بہت سے واقعات کا انہیں علم نہیں تھا اور میری طرف سے ان واقعات کے پیش کئے جانے پر انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ یہ واقعات صحیح ہو سکتے ہیں۔

تیسرے اجلاس میں بعض اراکین مجلس امن اور بہت سے حاضرین کو خیال تھا کہ میں مسٹر سیتلواڈ کی درشت کلامی کے خلاف احتجاج کروں گا اور جواباً ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں کا تھوڑا بہت ثبوت سیتلواڈ صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا۔ لیکن میں ان کی درشت کلامی پر قطعاً برافروختہ نہیں تھا بلکہ مجھے اس خیال سے کچھ اطمینان تھا کہ اراکین مجلس نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ اگر مسٹر سیتلواڈ کو درشت کلامی پر اترنا پڑا ہے تو یہ ان کے مؤقف کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں میں نے اپنی جوابی تقریر میں صرف اتنا ہی کہا۔ جناب صدر و اراکین مجلس پچھلے اجلاس میں میرے فاضل دوست مسٹر سیتلواڈ نے اپنی تقریر میں میرے متعلق کچھ درشت الفاظ استعمال کئے تھے ان کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ میں مسٹر سیتلواڈ کو عرصہ سے جانتا ہوں جب میں ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کا جج تھا تو مجھے بارہا ان کے دلائل سننے کا اتفاق ہوا۔ میری رائے میں مسٹر سیتلواڈ ہندوستان کے قابل ترین وکیل ہیں اور درشت کلامی ان کا شعار نہیں۔ اس موقعہ پر ان کے موقف کی کمزوری کو جانتے ہوئے میں انکی مشکلات کا اندازہ کر سکتا ہوں۔ مسٹر سیتلواڈ کی درشت کلامی ایک استثنائی صورت تھی جو قابل اعتنا نہیں۔ اس کے بعد میں نے ان کی تقریر کی طرف توجہ دلائی ان کے دلائل اور واقعات پر مسلسل اور بفضل اللہ موثر تنقید کی۔

اس کے بعد کئی بار مسئلہ کشمیر پر بحث ہوئی ہے لیکن میری موجودگی میں نہ تو کبھی پاکستان کی طرف سے نہ ہی ہندوستان کی طرف سے کبھی درشت کلامی کی گئی ہے۔ اقوام متحدہ میں یہ بات مثال بن گئی کہ باوجود شدید اختلاف کے دونوں فریق کے نمائندے ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور واقعات اور دلائل کو مضبوطی سے پیش کرنے کے ساتھ یہ التزام رہتا تھا کہ کلام میں بے جا تلخی نہ ہو۔

مسٹر کرشنا مینن

لیکن افسوس ہے کہ جب مسٹر کرشنا مینن نے ہندوستان کے نمائندے کے طور پر کشمیر کے مسئلے کی بحث میں حصہ لینا شروع کیا تو ان کی طرف سے یہ معیار قائم نہ رہا۔ لیکن وہ بھی اتنی احتیاط کرتے تھے کہ میری موجودگی میں کوئی بے جا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ جن دنوں میں پہلی بار بین الاقوامی عدالت کا رکن تھا تو مجلس امن میں پاکستان کی طرف سے یہ تجویز دہرائی گئی کہ کشمیر کمشن کی تجاویز کی تعبیر کے متعلق فریقین کے درمیان جو اختلاف ہے اس کیلئے بین الاقوامی عدالت سے استصواب کیا جائے اور کمشن کی تجاویز کی جو تعبیر عدالت کرے دونوں فریق اسے قبول کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ مسٹر کرشنا مینن نے ہندوستان کی طرف سے اس تجویز کو رد کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ "وہ مذہبی دیوانہ" (خاکسار) عدالت کا رکن ہے اور اگرچہ وہ اس معاملے میں اجلاس میں شرکت نہیں کرے گا لیکن اس کا رکن ہونا ہی ہمارے لئے بے اطمینانی کا موجب ہو گا۔ بعد میں جب میں اقوام متحدہ میں پاکستان کا مستقل نمائندہ تھا تو میں نے پھر اس تجویز کا اعادہ کیا اور کہا کہ اب تو وہ "مذہبی دیوانہ" بین الاقوامی عدالت کا رکن بھی نہیں اب اس تجویز کو مان لینے میں کیا عذر ہے؟ اس پر مسٹر کرشنا مینن نے اپنی نشست پر بیٹھے بیٹھے مڑ کر اپنے ایک سیکرٹری سے دریافت کیا "کیا میں نے اسے "مذہبی دیوانہ" کہا تھا؟" سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلایا۔

مجلس امن کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر کرشنا مینن نے فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے وزیراعظم نے کشمیر کے متعلق کبھی رائے شماری (PLEBISCITE) کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ میں نے جواب میں پنڈت نہرو جی کے بیانات سے دس مثالیں پیش کیں جن میں پنڈت جی نے کشمیر میں (PLE-BISCITE) کے ذریعے رائے عامہ معلوم کرنے کا اعلان کیا ہوا تھا اور کہا کہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں لیکن جو مثالیں میں نے بیان کی ہیں وہ اراکین مجلس بلکہ خود ہندوستان کے محترم نمائندے کے اطمینان کے لئے کافی ہوں گی کہ ہندوستان کے قابل احترام وزیراعظم نے تنازعہ کشمیر کے متعلق یہ لفظ بڑی کثرت سے استعمال فرمایا ہے۔ جب مسٹر کرشنا مینن کی باری آئی تو انہوں نے اس امر کے متعلق صرف اتنا فرمایا میں اس امر کا اعادہ کرتا ہوں کہ میرے وزیراعظم نے کشمیر کے قضیئے کے سلسلے میں کبھی PLEBISCITE لفظ استعمال نہیں کیا۔ ایسی ڈھٹائی کا کیا علاج؟

سرگوپالاسوامی آئنگر

اس کے خلاف سرگوپالاسوامی آئنگر اگرچہ اپنی ہٹ کے پکے تھے لیکن واقعات میں ایجاد اور تصرف نہیں کرتے تھے۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں کشمیر میں ڈوگرہ مظالم کی داستان کے سلسلہ میں بیان کیا کہ ۱۹۳۴ء تک ریاست کشمیر میں کسی شخص کا اپنی گائے ذبح کرنا نہ صرف جرم تھا بلکہ اس قدر سنگین جرم کہ اس کی سزا عمر قید تھی۔ ۱۹۳۴ء میں اس تعزیر میں تخفیف ہوئی لیکن اب بھی اس جرم کی سزا غالباً سات سال قید بامشقت ہے۔ اجلاس کے اختتام پر جب ہم کمرے سے باہر نکلے تو سرگوپالاسوامی نے اپنا بازو میرے بازو میں ڈال لیا اور فرمایا ان تفاصیل میں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے کہا ضرورت کا فیصلہ تو مجھ پر رہنے دیجئے لیکن آپ تو ایک عرصہ کشمیر کے وزیراعظم رہے ہیں آپ ہی فرمائیں کہ اس وقت کشمیر میں گاؤکشی کی کیا سزا ہے؟ انہوں نے فرمایا بھائی واقعہ تو یہ ہے کہ اب بھی اس جرم کی سزا سات سال نہیں بلکہ دس سال قید بامشقت ہے۔ لیکن تم یہ بتاؤ تم ملک کی تقسیم پر پاکستان کیوں منتقل ہو گئے۔ تمہارا وطن تو تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب میں ہے۔ اگر تم ہندوستان میں رہتے تو ہندوستان کی سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس ہوتے میں نے کہا میں جانتا ہوں لیکن یہ بھی جانتا ہوں کہ نام کو تو میں چیف جسٹس ہوتا لیکن عملاً میں نظر بندی میں ہوتا۔ کہنے لگے یہ تمہارا وہم ہے۔

جانبین کی دو دو تقریریں سننے کے بعد مجلس امن نے یہ طے کیا کہ ماہ جنوری کے صدر مجلس پروفیسر لنگن ہوف اور ماہ فروری کے صدر مجلس جنرل میکناٹن فریقین کے نمائندوں کے ساتھ گفتگو کے بعد تصفیہ کی کوئی عملی تجویز مجلس میں پیش کریں۔ مجلس امن کی صدارت ہر ماہ بدلتی ہے۔ جنوری کی صدارت بلجیم کی تھی فروری کی کینیڈا کی۔ چنانچہ فروری کے شروع میں تبادلہ خیالات کے سلسلہ کی ابتدا ہوئی۔ صدر صاحبان فریقین سے علیحدہ علیحدہ بات چیت کرتے تھے۔

فریقین کی تقریروں سے اراکین مجلس نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اگرچہ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے لیکن اس کا سلجھانا چنداں مشکل نہ ہوگا کیونکہ فریقین اس بنیادی بات پر متفق ہیں کہ ریاست کے الحاق کا فیصلہ ریاست کی رعایا کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیئے مجلس امن پر صرف یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ رعایا کی مرضی معلوم کرنے کا مناسب طریق تجویز کر دے اور اس پر فریقین کا اتفاق ہو جائے۔ اس صورت میں جنگ بندی آسان ہو جائے گی اور قبائلیوں اور رضاکاروں کو ریاست سے واپس جانے پر آمادہ کیا جا سکے گا۔ نیز جب آزاد کشمیر عنصر کو اطمینان ہو جائے گا کہ انہیں پورا حق خود اختیاری حاصل ہو گیا ہے تو وہ بھی لڑنا بند کر دیں گے۔ مجلس امن میں بحث کے دوران میں اور بعد میں صدر صاحبان کے ساتھ گفتگو کے دوران میں جو وقت فارغ ہوتا اس میں چوہدری محمد علی صاحب اور میں باری باری تمام اراکین مجلس سے علیحدہ علیحدہ مل کر اپنا مؤقف ہر معاملے میں واضح کر دیتے تھے اور جو مشکل انہیں نظر آتی اس کا حل بتا دیتے تھے۔ اس غرض سے ہمیں کم سے کم تین چار بار ہر ایک رکن مجلس سے ملنے کا موقعہ ہوا۔ روس کا موقف اس وقت غیر جانبدارانہ معلوم ہوتا تھا۔ اگرچہ روسی نمائندے پوری دلچسپی لیتے تھے لیکن وہ کسی رائے کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ ان دنوں اقوام متحدہ میں برطانوی نمائندہ تو سرالیگزینڈر کیڈوگن تھے لیکن اس قضیئے کی اہمیت کے پیش نظر برطانیہ کے وزیر امور کامن ویلتھ رائٹ آنریبل مسٹر فلپ نوئیل بیکر خود لندن سے برطانیہ کی نمائندگی کے لئے آئے ہوئے تھے۔ امریکی نمائندہ سینیٹر وارن آسٹن تھے۔ یہ دونوں اصحاب پوری توجہ اور انہماک سے کوشاں تھے کہ مجلس امن کوئی ایسا حل تجویز کرے جس کے نتیجہ میں جلد اس قضیئے کا پرامن تصفیہ ممکن ہو جائے۔ ہم جانتے تھے کہ سلامتی کونسل کے صدر صاحبان ہمارے ساتھ اور ہندوستانی وفد کے ساتھ گفتگو کے علاوہ اراکین مجلس امن کے ساتھ بھی متواتر مشورہ کر رہے ہیں اراکین مجلس کے ساتھ جو بات چیت ہوتی تھی اس سے کچھ ترشح ہوتا رہتا تھا کہ مجلس کا رجحان کس طرف ہے اور یہ بھی پتہ چل جاتا تھا کہ ہندوستانی وفد کس بات پر زور دے رہا ہے۔ آخر مجلس نے باہمی مشورے کے بعد ایک قرارداد پر اتفاق کیا چھ اراکین مجلس کی طرف سے یہ قرارداد مجلس میں پیش کی گئی اور اس پر اظہار رائے ہونے لگا۔ اس قرارداد کے رو سے جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ سب تو میسر نہیں آتا تھا لیکن اصولاً ہمارا مؤقف تسلیم ہو جاتا تھا۔ اس لئے بعض تفاصیل کی وضاحت چاہنے اور بعض پر تنقید کرنے کے ساتھ ہم نے اسے قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن ہندوستانی وفد نے قرارداد کی مخالفت کی اور اس کی مرکزی تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ تجویز یہ تھی کہ رائے شماری کو آزاد اور غیر جانبدار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ریاست کی حکومت کی تشکیل بھی غیر جانبداری کے اصول پر ہو۔ مسٹر نوئیل بیکر قرارداد کی بڑے زور سے حمایت کر رہے تھے اور اس کوشش میں بھی تھے کہ ہندوستانی وفد کو اور ان کی وساطت سے پنڈت جواہر لال صاحب کو قرارداد کو قبول کر لینے پر آمادہ کر لیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک ملاقات میں امریکہ کے نمائندہ سینیٹر وارن آسٹن نے بتلایا کہ ہندوستانی وفد اس بات پر زور دے رہا ہے کہ مجلس امن صرف قبائلیوں اور رضاکاروں کو ریاست سے واپس کرانے اور آزاد کشمیر کے لوگوں کے لڑائی سے ہاتھ روکنے کا انتظام کر دے۔ باقی سب کچھ ان پر چھوڑ دیا جائے وہ سب انتظام کر لیں گے۔ سینیٹر نے کہا ہم نے ان پر واضح کر دیا ہے کہ مجلس امن اس قضیئے میں اپنے فرائض کو اس رنگ میں نہیں دیکھتی۔ مجلس امن کا فرض ہے کہ وہ اس تمام قضیئے کی تہہ کو پہنچے اور یہ معلوم کرے کہ آزاد کشمیر کے لوگوں کو ہتھیار بند ہونے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ یہ واضح ہے کہ جب انہوں نے حق خود اختیاری کو زائل ہوتے دیکھا تو وہ ہتھیار بند ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اب لڑائی بند کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ ان لوگوں کا اطمینان کرا دیا جائے کہ جس حق کے حاصل کرنے کے لئے انہوں نے لڑائی شروع کی تھی وہ حق اب انہیں بغیر لڑائی کے حاصل ہو جائے گا۔ اس کے بغیر جنگ بندی کا اور کوئی طریق نہیں۔

آخر تبادلہ خیالات کا سلسلہ ختم ہونے پر مجوزہ قرارداد کے متعلق رائے شماری کا وقت آیا۔ اس وقت تک جتنے اراکین مجلس نے قرارداد کے متعلق اظہار خیال کیا تھا سب نے قرارداد کی تائید کی تھی اور یہی اندازہ تھا کہ قرارداد اگر بالاتفاق نہیں تو گیارہ میں سے دس آراء کی تائید کے ساتھ منظور ہو جائے گی۔ روس کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ شائد غیر جانبدار رہے۔ عین اس مرحلے پر سرگوپالاسوامی آئنگر نے بولنے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر انہوں نے فرمایا ہمیں اپنی حکومت کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی ہے کہ ہم مزید ہدایات کے لئے دلّی واپس جائیں اس لئے ہم رخصت کی اجازت چاہتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ ہماری واپسی تک اجلاس ملتوی کیا جائے۔ اراکین مجلس اس درخواست پر حیران بھی ہوئے اور آزردہ بھی۔ یہ تو سب نے سمجھ لیا کہ ہندوستان کی نیت بخیر نہیں۔ اکثر نے تو اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا کہ کشمیر میں جنگ جاری ہے اور جانیں تلف ہو رہی ہیں ضروری ہے کہ اس صورت حالات کا جلد کچھ مداوا کیا جائے اور اس امید کا اظہار کیا کہ ہندوستانی وفد بہت جلد واپس آ جائے گا تاکہ مجلس اپنی کارروائی کو بغیر غیر ضروری توقف کے جاری رکھ سکے۔ لیکن بعض اراکین نے اپنی آزردگی کا اظہار بھی کیا۔ مثلاً کولمبیا کے مندوب نے کہا صاحب صدر آپ کو اور اراکین مجلس کو یاد ہوگا کہ ابھی چند دن ہوئے ہندوستان کے فاضل نمائندے نے شکوے کے طور کہا تھا کہ کشمیر جل رہا ہے اور مجلس امن ستار بجا رہی ہے۔ کیا میں ہندوستان کے فاضل نمائندے سے دریافت کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ اب کیا کشمیر کو جلانے والی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟ اور اگر نہیں تو اب کون ستار بجا رہا ہے؟ سرگوپالاسوامی آئنگر نے اس قسم کی تنقید سے زچ ہو کر کہا مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ کے ایک معزز رکن کی ایک جائز درخواست پر اس قسم کے تکلیف دہ خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مجلس کے اراکین کے ان احساسات کے باوجود مجلس کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں تھا کہ اجلاس ملتوی کیا جائے۔

جب التواء کی مدت کچھ طول پکڑنے لگی تو چوہدری محمد علی صاحب نے مجھے کہا ہمارا ہندوستانی وفد کے انتظار میں

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

واقفینِ نو

(والدین کی راہنمائی کے لئے)

اگر کتاب صرف چوبیس صفحات پر مشتمل ہو تو اسے کتاب کہا جائے یا کتابچہ۔ عام طور پر تو لوگ اسے کتابچہ ہی کہتے ہیں لیکن ہم نے سنا ہے کہ ہمارے بعض بزرگ جو بہت بڑے زبان دان بھی ہیں اور ادیب بھی کتابچہ کے لفظ کو پسند نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ کتاب کتاب ہے چھوٹی ہو یا بڑی چھوٹی ہو تو اسے چھوٹی کتاب کہیئے۔ عام حجم کی ہو تو اسے صرف کتاب کہیئے۔ اور اگر بہت بڑے حجم کی ہو تو اسے بڑی کتاب کہہ لیجئے۔ بہرحال ان کے احترام میں ہم بھی ان چوبیس صفحات کے رسالے کو کتابچہ نہیں کہیں گے کتاب ہی کا نام دیں گے۔ اس کی مصنفہ ہیں خورشید عطاء اہلیہ مرزا عطاء الرحمان بیگ صاحب اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ واقفین نو کے لئے کراچی میں کوئی کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کی ایک رکن خورشید عطاء بھی ہیں۔ کیونکہ "انتساب اور عرض حال" کی تحریر کے آخر پر انہوں نے اپنا نام اسی طرح لکھا ہے خورشید عطاء ممبر کمیٹی برائے واقفین نو اور انتساب اور عرض حال میں کہا گیا ہے وہ کہتی ہیں۔

"خاکسار اپنی اس کوشش کا اپنی والدہ مکرمہ امۃ اللہ صالحہ بیگم مرزا صالح علی صاحب (وفات یافتہ) (رفیق ابن رفیق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے نام انتساب کرتی ہے جن کی تربیت، حصول تعلیم کے لئے قربانیاں اور دعائیں ہر لمحہ میرے ساتھ ہیں۔

جب خاکسار نے بی۔ اے پاس کیا والدہ صاحبہ کی صحت اچھی نہ رہتی تھی۔ ان کی تیمارداری کے پیش نظر میں نے آئندہ تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن میری والدہ نے اپنی تکلیف کا احساس نہ کرتے ہوئے اور ایک طرح سے اپنی جان کی قربانی دیتے ہوئے شدید اصرار کیا کہ تعلیم جاری رکھنے کے لئے لاہور جاؤں۔ اس صورت میں گھر میں صرف میرا چھوٹا بھائی عزیزم ہارون علی رہتا جو سکول کا طالب علم تھا۔ اس لئے میں لاہور جانے میں مذبذب تھی۔ اسی کیفیت میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی خدمت میں دعا کے لئے گئی۔ آپ نے دعا کے بعد فرمایا، تمہارا لاہور جا کر تعلیم حاصل کرنا ہی بہتر ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔"

لاہور میں نفسیات میں ایم۔ اے کرتے ہوئے مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا گویا اس فرمانِ حدیث پر عمل کر رہی ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ فائنل کا نتیجہ لیاقت ہسپتال میں ملا۔ اور چند دن کے بعد میری پیاری ماں نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ میری ماں کی قربانی رنگ لائی اور مجھے بتوفیق ایزدی خدمت سلسلہ کا موقع مل رہا ہے۔ واقفین نو کے والدین کے لئے مضمون لکھتے ہوئے یونیورسٹی کی تعلیم سے زیادہ میری ماں کی تربیت اور سمجھانے کا وہ منفرد انداز ہے جو میری رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ اس وقت میں سمجھتی تھی میری ماں میری تربیت چھوٹے بہن بھائی سنبھالنے کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے کر رہی ہے۔ مگر اب جب کہ سب واقفین نو کے لئے انتہائی پیار سے میں نے یہ سطور تحریر کی ہیں۔ تو مجھے اپنی محترم ماں یاد آ رہی ہے۔ جن کا فیضانِ تربیت ان ننھے واقفین نو کی شکل میں احمدیت کے مستقبل تک پہنچے گا۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ میرے والدین کو خاص طور پر یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے۔ جیسا کہ پہلے بھی احباب ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کراچی میں شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی کی طرف سے جو مطبوعات سامنے آ رہی ہیں ان میں کسی نہ کسی رنگ میں محترمہ سلیمہ میر کے جذبات بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں پیش لفظ کے طور پر آپ نے لکھا ہے "صد سالہ جشن تشکر سے دو سال قبل ۱۹۸۷ء میں حضرت امام جماعت (الرابع) نے وقف نو کی تحریک فرمائی تا کہ غلبہ دین حق کی دو صدیوں کے سنگھم پر جو بچے پیدا ہوں ان کی ایک پانچ ہزاری فوج تیار ہو کہ آسمان احمدیت پر روشن ستارے بن کر چمکیں۔ ہمارے ہاتھوں میں یہ حسین اور پیاری نسل خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت ہے۔ اس کی مناسب دیکھ بھال اور تربیت کے لئے لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی وقف نو کمیٹی کی ایک ممبر محترمہ خورشید عطاء صاحبہ نے ایک مقالہ تحریر کیا ہے۔ جس میں واقفین نو کی ماؤں کی مدد اور راہنمائی کے لئے کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ جو آپ کی خدمت میں کتابچے کی صورت میں پیش خدمت ہے۔ (کتابچہ محترمہ سلیمہ میر صاحبہ نے کہا ہے۔ ہم نے اس تعارف کے آغاز میں آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس چوبیس صفحات کے رسالے کو کتاب ہی کہیں گے کتابچہ نہیں۔ جبز اس سے فرق بھی کیا پڑتا ہے) مضمون پر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے تحریر فرمایا "آپ کی طرف سے وقف نو کے متعلق مسودہ ملا۔ بہت اچھا۔ محنت اور شوق سے ترتیب دیا گیا ہے آپ چھپوا دیں تو بہت اچھا ہے۔ باقی لجنات کو تحریک کی جائے کہ آپ سے منگوا لیں۔ کراچی کی مستورات تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ ہر جگہ جائے گا۔ گاؤں میں بھی اس لئے انگریزی کے حروف کی جگہ آسان اردو الفاظ لکھے جائیں۔

اللہ تعالیٰ تمام واقفین نو کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے اور اپنی رحمت کے سائے میں پروان چڑھائے اور ان کے والدین کو غیر معمولی تائید و نصرت عطا کرے تا کہ وہ اس آسمانی فوج کی کما حقہ تربیت کر سکیں۔ اس کتابچے سے بالعموم سب مائیں مستفید ہو سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے محسن اور مشفق آقا کے منصوبوں کی تکمیل کے بہترین سامان پیدا فرماتا چلا جائے۔ اور ہماری حقیر مساعی کو مثمر بثمرات حسنہ کرتا چلا جائے" مصنفہ نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے آغاز میں چند نکات جو ہر واقفین نو کی والدہ کو مدنظر رکھنے چاہئیں تحریر کئے ہیں یہ آٹھ نکات ہیں جو اس فقرہ سے شروع ہوتے ہیں کہ "یہ ہدایات بچے کے سکول جانے کی عمر سے پہلے کے لئے ہیں" اور اس فقرہ پر ختم ہوتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رب ہے یعنی تربیت کرنے والا۔ مربی۔ یہی صفت وہ ماں باپ میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ والدین بچے کی جسمانی اور روحانی تربیت میں خدا تعالیٰ سے دعا کر کے اس کی طرز پر پیار محبت سے کام لیں" اس کے بعد آپ نے پہلے چار سال یا اس سے بھی قبل شروع کر کے چار ادوار بنائے ہیں۔ پہلا دور پری نٹل پیریڈ۔ یعنی بچے کی پیدائش سے بھی پہلے۔ دوسرا دور پیدائش کے بعد ایک سال کی عمر تک۔ تیسرا دور ایک سال کی عمر سے دو سال کی عمر تک اور چوتھا دور دو سال سے ۴ سال کی عمر تک ان چاروں ادوار کے لئے آپ نے مختلف اور متنوع تجاویز پیش کی ہیں کہ کس طرح بچے کی تربیت کی جانی چاہیئے چونکہ مصنفہ خود نفسیات کی طالبہ رہی ہیں اور اب کہا جا سکتا ہے کہ نفسیات کی استاد ہیں کیونکہ انہوں نے نفسیات کی ماسٹرڈ گری لی ہوئی ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ان چاروں ادوار کے لئے آپ نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ خدا کے فضل سے والدین کے لئے اور پھر ان سے آگے چلتے ہوئے واقفین نو کے لئے نہایت مفید ثابت ہوں گی۔ اگرچہ سب سے آخری بات جو آپ نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ "ماں باپ ہر لمحہ بچوں کی دین و دنیا میں بھلائی کے لئے دعا کرتے رہیں۔ دعا سے دلوں میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ اس خدا کی راہ میں وقف فوج سے ان منصوبوں سے بڑھ چڑھ کر ترقی دے جو اس وقت محترم امام جماعت کے ذہن میں ہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

باقی ص۷ پر

فضلِ عمر ہسپتال میں خالی آسامیاں

فضلِ عمر ہسپتال میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں امیر صاحب مقامی یا صدر صاحب محلہ کی سفارش کے ساتھ ۲۵ اگست ۱۹۹۱ء تک دفتر فضل عمر ہسپتال پہنچا دیں۔

نمبر شمار	نام آسامی	گریڈ معہ الاؤنس	تعداد آسامی
۱۔	ریڈیالوجسٹ	۲۲۴۰-۱۶۸-۴۲۵۶ مہنگائی الاؤنس ۴۸۹ ۵۰۰ / ۲۶۹	۱
۲۔	میٹرن	۲۲۴۰-۱۶۸-۴۲۵۶ مہنگائی الاؤنس ۲۶۹	۱
۳۔	سٹاف نرس میل/فی میل	۱۲۵۵-۶۵-۲۵۵۵	۱
۴۔	لیبارٹری ٹیکنیشن	۱۱۳۰-۵۵-۲۲۳۰	۱
۵۔	اپریشن تھیٹر اسسٹنٹ	۱۰۸۰-۵۶-۲۰۸۰	۱
۶۔	ڈرائیور	۷۷۰-۳۰-۱۰۱۰/۴۰-۱۴۹۰ ۵۰-۱۸۹۰ ڈرائیور الاؤنس ۱۸۰	

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 5 سے آگے

نیویارک بیٹھے رہنا بے معنی ہے لیکن اگر ہم پاکستان لوٹ جائیں تو اس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ التوا مستقل ہو جائے گا اور ممکن ہے تصفیۂ کشمیر کے متعلق مجلس کے اراکین کی دلچسپی بھی ٹھنڈی پڑ جائے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس وقت کشمیر کا مسئلہ دلی اور لندن کے درمیان زیر بحث ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہم لندن چلیں اور وہاں کچھ کھوج لگائیں کہ پس پردہ کیا پخت و پز ہو رہی ہے چنانچہ ہم دونوں لندن پہنچے اور وزیر خارجہ مسٹر ارنسٹ بیون اور وزیر اعظم مسٹر اٹیلی سے ملاقات کی درخواست کی وزیر خارجہ نے گیارہ بجے قبل دوپہر کا وقت دیا اور وزیر اعظم نے اسی دن تین بجے بعد دوپہر کا۔ وزیر خارجہ بہت صاف گو انسان تھے اور میرے دل میں ان کا بہت احترام تھا۔ انہوں نے میری بات توجہ سے سنی معلوم ہوتا تھا کہ وہ صورت حالات سے واقف ہیں چنانچہ انہوں نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ ہمدردی بھی ہے اور اتفاق بھی لیکن ہندوستان کے معاملات میں وزیر اعظم پر کرپس کا بڑا اثر ہے وہ اس معاملے میں وزیر اعظم کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ان کے الفاظ تھے:۔ "HE HAS BEEN AT HIM" میں نے سنا ہے تم آج وزیر اعظم سے مل رہے ہو۔ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ خدا کرے تمہاری قسمت نیک ہو۔ دوپہر کے کھانے پر میں نے یہ کیفیت چوہدری صاحب کی خدمت میں بیان کر دی۔ ہم دونوں کا یہی اندازہ ہوا کہ صورت حالات بگڑ گئی ہے۔ میں تین بجے وزیر اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ صورت ہی سے پشیمان نظر آتے تھے۔ میں یوں تو انہیں بیس سال پہلے سے جانتا تھا۔ جب وہ سائمن کمشن کے رکن تھے لیکن ہمارے درمیان کسی وقت بھی گہرے مراسم نہیں تھے۔ مجھے یہ بھی یاد تھا کہ انہوں نے آزادی ہند کے قانون کا مسودہ پارلیمنٹ میں پیش کرتے وقت قائد اعظم کے متعلق اپنی تقریر میں شکوہ کیا تھا کہ انہوں نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں کا گورنر جنرل بنانے کی تجویز منظور نہ کی۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن جو وزیر اعظم کے منظور نظر تھے۔ اب ہندوستان کے گورنر جنرل تھے اور سر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان کی حمایت میں تھے دوسری طرف ان دنوں حکومت برطانیہ میں پاکستان کا حمایتی کوئی نہ تھا مقابلہ بالکل غیر متوازن تھا میں نے قریب پون گھنٹہ ان کی خدمت میں صرف کیا۔ اسی عرصے میں انہوں نے ایک بار بھی مجھ سے نظر ملا کر بات نہ کی کبھی ادھر جھانکتے کبھی ادھر یہی کہتے فکر نہ کرو۔ ہندوستانی وفد جلد نیویارک پہنچ جائے گا۔ میں اس کوشش میں تھا کہ انہیں آمادہ کروں کہ ہندوستان کے ساتھ اپنا رسوخ استعمال کر کے انہیں التوائے عہد پر مائل کریں۔ اور اس میلان کا ثبوت مجلس امن کے سامنے پیش شدہ قرارداد کو تسلیم کرنے سے مہیا کریں اور وہ اس طرف آنے کا نام نہ لیتے تھے۔ کہنے لگے تمہیں اس قرارداد پر کیوں اصرار ہے اصل غرض اور طریق سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر یوں کر دیا جائے یا یوں کر دیا جائے۔ میں انکی ہر ایک یوں پر تنقید کرتا گیا لیکن وہ راہ پر نہ آئے۔ میں بے نیل مرام لوٹ آیا اور اپنے رفیق کار سے کیفیت بیان کر دی اور نواب زادہ صاحب کی خدمت میں بھی رپورٹ بھیج دی چوہدری محمد علی صاحب اور میں نیویارک واپس ہوئے۔ کچھ دن بعد ہندوستانی وفد کی واپسی پر مجلس امن کے اجلاس پھر شروع ہوئے۔ لیکن اب سماں بدلا ہوا تھا۔ جیسے میں ذکر کر چکا ہوں روس تو اس مرحلے پر غیر جانبدار تھا کہ یہ کامن ویلتھ کا آپس کا معاملہ ہے ہم اس میں دخل نہیں دیتے۔ امریکہ اور برطانیہ پیش پیش تھے۔ مجلس کے باقی اراکین بے شک اپنی اپنی رائے رکھتے تھے لیکن ان دونوں کی رائے کا احترام کرتے تھے۔ امریکہ بہت حد تک کامن ویلتھ کا معاملہ ہونے کی وجہ سے برطانیہ کے مشورے پر چلتا تھا۔ برطانیہ کے نمائندے مسٹر فلپ نوئیل بیکر فریقین کی باہمی مفاہمت سے کسی مؤثر طریق فیصلہ کے لئے کوشاں تھے لیکن وزیر اعظم برطانیہ اب ان کے مشورے پر عمل پیرا ہونے پر تیار نہ تھے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور سر سٹیفورڈ کرپس کا اثر اپنا کام کر چکا تھا۔ ہمارے وفد کے سیکرٹری مسٹر ایوب کو مسٹر نوئیل بیکر کے سیکرٹری نے بتایا کہ وزیر اعظم اٹیلی اور مسٹر نوئیل بیکر کے مابین اختلاف اس قدر بڑھ چکا ہے کہ مسٹر بیکر مستعفی ہونے کی سوچ رہے ہیں اس امر کی تصدیق بعد میں خود مسٹر نوئیل بیکر نے کی۔ وہ اس وقت وزارت سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ میرے ان کے ۳۳ برس سے دوستانہ مراسم تھے۔ ۱۹۵۱ء میں اقوام متحدہ کی اسمبلی کا اجلاس پیرس میں ہو رہا تھا۔ مسٹر نوئیل بیکر کا گذر پیرس سے ہوا تو وہ مجھے ملنے تشریف لائے۔ باتوں باتوں میں کشمیر کا ذکر چھڑ گیا۔ فرمایا میرے لئے یہ امر نہایت تکلیف دہ ہے کہ اس تصفیے کے خاطر خواہ تصفیہ کی صورت پیدا ہوئی مگر بات بنتے بنتے بگڑ گئی۔ فرمایا ۱۹۴۸ء میں نیویارک میں میں نے بڑی کوشش سے سر گوپالا سوامی آئینگر اور باجپائی کو آمادہ کر لیا تھا کہ وہ پنڈت نہرو کو قرارداد منظور کرنے پر رضامند کریں۔ انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ پوری کوشش کریں گے۔ چنانچہ ہفتہ کے روز دونوں الگ الگ مجھے ملنے کے لئے آئے اور کہا ابھی پختہ اطلاع تو نہیں آئی لیکن ہمارے پیغام کا ردعمل خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ امید ہے دو ایک دن تک واضح ہدایت آ جائے گی اور ہمارا اندازہ ہے کہ سوموار یا منگل وار تک ہم آپ کو پختہ اطلاع دے سکیں گے۔

THEN ON MONDAY I RECEIVED THAT DISASTROUS TELEGRAM FROM ATLEE UPSETTING EVERYTHING

(اور پھر سوموار کے دن مجھے اٹیلی کا وہ منحوس تار وصول ہوا جس نے سارے معاملہ کو بگاڑ کے رکھ دیا)

میں نے سخت احتجاج کیا لیکن اٹیلی نے میری ایک نہ مانی بلکہ اس بات سے میرے خلاف دل میں گرہ باندھ لی۔ تھوڑے عرصے بعد مجھے کامن ویلتھ کی وزارت سے علیحدہ کر کے بجلی اور ایندھن کا وزیر بنا دیا اور کچھ عرصہ بعد وزارت سے ہی الگ کر دیا۔

آخر کار جب مجلس امن میں چینی نمائندے نے جو مارچ کے مہینے میں مجلس کے صدر تھے ایک نئی قرارداد کا مسودہ پیش کیا تو ہمارے سب خدشات صحیح ثابت ہوئے۔ یہ قرارداد ان تجاویز کے مطابق تھی جس کا ذکر وزیر اعظم مسٹر اٹیلی نے میرے ساتھ لندن میں کیا تھا۔ پہلی قرارداد کے مقابلے میں یہ قرارداد بہت کمزور تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ جب مسٹر نوئیل بیکر سر گوپالا سوامی آئینگر اور سر گرجا شنکر باجپائی کے ذریعے پنڈت جواہر لال نہرو کو پہلی مجوزہ قرارداد منظور کر لینے کی طرف مائل کرنے کی کوشش میں تھے تو پنڈت صاحب لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور سر سٹیفورڈ کرپس کے ذریعہ وزیر اعظم اٹیلی پر زور ڈال رہے تھے کہ پہلی مجوزہ قرارداد کے ان حصوں کو ترک کیا جائے جو ہندوستان کے مفاد کے خلاف ہیں۔ وزیر اعظم اٹیلی جو شروع ہی سے تحریک پاکستان کے حق میں نہ تھے اور جو قائد اعظم سے بھی بغض رکھتے تھے نہایت آسانی سے ادھر مائل ہو گئے اور اپنی پہلی ہدایات کے خلاف اور اپنے رفیق کار وزیر امور کامن ویلتھ کے مشورے کے خلاف پہلا مؤقف بدل لیا جس کے نتیجے میں نہ صرف پہلی مجوزہ قرارداد کی بجائے ایک نسبتاً کمزور قرارداد مجلس امن میں پیش کی گئی بلکہ مجلس امن کی ساری فضا ہی بدل گئی۔ اس طرح پنڈت جواہر لال نہرو صاحب کو معلوم ہو گیا کہ مجلس امن کی مساعی کو ریشہ دوانی اور حکمت عملی سے بے اثر بنایا جا سکتا ہے۔ جس طرح فلسطین کا قضیہ صدر ٹرومین کی یہود نواز پالیسی کے نتیجے میں مشرق وسطی کے لئے خصوصاً اور اسلامی دنیا کے لئے عموماً ان گنت مشکلات اور مصائب کا موجب بنا ہوا ہے اسی طرح کشمیر کے قضیہ کی ذمہ داری جس کے نتیجہ میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ تک نوبت پہنچی اور جو تا حال بر اعظم پاک و ہند کے لئے خصوصاً اور سارے مشرق کے لئے عموماً بہت سے خطرات کا بیج اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ماؤنٹ بیٹن اور بعض اور شخصیتوں کے علاوہ وزیر اعظم اٹیلی کے سر ہے انسانی تاریخ میں ان دو پستہ قد اور بظاہر بے اثر شخصیتوں (ٹرومین اور اٹیلی) کا شمار ان اشخاص میں ہو گا جن کی انصاف کشی نے امن عالم کو تباہ کر دیا۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۵۳۲ تا صفحہ ۵۴۸)

بقیہ: صفحہ 6 سے آگے

یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان ناموں کی فہرست بھی یہاں درج کر دی جائے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں مالی معاونت کی ہے۔ محترمہ خورشید عطاء صاحبہ محترمہ عزیزہ بیگم چوہدری رشید احمد صاحب۔ محترمہ ناصرہ ملک صاحبہ۔ محترمہ نزہت آرا۔ بیگم حفیظ صاحب۔ محترمہ امۃ الحفیظ سید صاحبہ۔ ممبرات قیادت نمبر ۱۰، محترم شیخ م۔ الف سین صاحب اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور دوسروں کو بھی گاہے گاہے اس بات کی توفیق دیتا رہے کہ وہ بھی ایسے نیک کاموں کے لئے مالی اعانت دل کھول کر کریں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

(ن۔ س)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"یاد رکھو۔ خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اٹھتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

ڈاکٹر العابد نے کہا کہ گذشتہ چند مہینوں میں اس کانفرنس نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے کہ مسلم ممالک کے آپس کے اختلافات دور کئے جائیں۔ اعتماد بحال کیا جائے اور ان کی صفوں کو اتحاد میں پرو دیا جائے تاکہ وہ ان چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں جو اس وقت اسلامی دنیا کو درپیش ہیں۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہم جن مسلمان رہنماؤں سے ملے ہیں انہوں نے ہماری پوری طرح حوصلہ افزائی کی ہے۔ سیکرٹری جنرل نے مزید کہا کہ او۔ آئی۔ سی اس بات کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے گی کہ فلسطین عرب اسرائیل تنازعہ اور مشرق وسطیٰ کے مسائل جہاں امن کی ضرورت ہے اور یہودیوں کا نئی بستیاں بسانا القدس میں جو کیفیت ہے اس کے متعلق ضروری اقدامات کرتی رہے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا ریزولیوشن نمبر ۴۲۵ جس میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل فوری طور پر جنوبی لبنان سے اپنے آپ کو نکال لے اس پر عمل درآمد کی کوشش کرنی چاہیئے مشرق وسطیٰ کے سلسلے میں او۔ آئی سی نے اپیل کی ہے کہ ایک عالمی کانفرنس بلائی جائے جس کا ایجنڈا مشرق وسطیٰ میں امن ہو۔ اور اس میں تمام ممالک۔ پی۔ ایل۔ او سمیت شامل ہوں۔ کیونکہ پی۔ ایل۔ او ہی حقیقی معنوں میں فلسطینیوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ اور ان کے علاوہ سیکورٹی کونسل کے پانچ مستقل اراکین کو بھی اس میں شمولیت کرنی چاہیئے۔ اس کانفرنس کے دوران اقوام متحدہ کے ریزولیوشن ۲۴۲ اور ۳۳۸ زیر بحث آنے چاہئیں۔ القدس کے لئے کوئی قابل قبول حل تلاش کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ او۔ آئی۔ سی یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ وہ اس کے حل کرنے میں مدد دیتی رہے گی۔ حامد العابد نے افغانستان کا بھی ذکر کیا اور انہوں نے کہا کہ وہاں بھی سیاسی حل کی فوری ضرورت ہے۔

زمین برائے فروخت

ربوہ سے ۲۰ کلومیٹر دور ترکھانانوالہ چوک پر ۶ کنال ۴ مرلے برلب سڑک پختہ از لالیاں تا جھنگ برائے فروخت موجود ہے۔ زمین پر حویلی اور تین کمرے پختہ تعمیر شدہ ہیں۔ خواہشمند حضرات درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

رابطہ کیلئے: مبارک ڈیریز لمیٹڈ شاہ جیونا
عبدالسمیع وڑائچ ۹/۴، دار العلوم غربی ربوہ
فون نمبر ۳۰۶ - ۵۰۸

خالص فریزئین نسل کے جانور برائے فروخت

وڑائچ لائیو سٹاک فارم واقع چک ۱۷ جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا میں خالص فریزئین نسل کے جانور بشمول بچھڑے۔ بچھڑیاں و ہڑے وہڑیاں۔ حاملہ اور شیر دار گائیں جو کہ آسٹریلیا سے براہ راست درآمد کی گئیں تھیں برائے فروخت موجود ہیں۔ رابطہ کے لئے مالک فارم بروز جمعۃ المبارک فارم پر موجود ہوتا ہے۔ نیلامی کی حتمی تاریخ ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء مقرر کی جاتی ہے۔

مالک فارم: ڈاکٹر محمود احمد ویٹرنری افسر کوٹ امیر شاہ
۱۳/۱، دار الصدر شمالی ربوہ

گائے بھینس، گھوڑا

اور تمام جانوروں کے امراض مثلاً منہ کھر، زہر باد، سوزش پستان، فالج، ٹک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار، داد چیچک وغیرہ کے لئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔ مزید تفصیل کے لئے ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر لٹریچر **مفت** حاصل کریں۔

ویٹرنری ڈاکٹرز **فری لٹریچر و سیمپلز** براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔

لاہور: پاکستان میڈیکوز لوئر مال۔ کراچی: شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روڈ نمبر ۵ لانڈھی۔ فیصل آباد: میاں شادی میڈیسن گول امین پور بازار۔ راولپنڈی: جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار ملتان: زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ
ربوہ کراچی لاہور
فون ۶۰۶ ۶۰۷

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم نے گذشتہ روز سبکدوش ہونے والے چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ کو الوداعی عشائیہ دیا اس موقعہ پر وزیر اعظم نے کہا کہ فوج اور جمہوریت کو بیک وقت مستحکم کرنے کا اعزاز صرف جنرل مرزا اسلم بیگ کے حصے میں آیا ہے انہوں نے جنرل بیگ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

○ لاہور میں آل پارٹیز کانفرنس میں اپوزیشن کی تمام سیاسی جماعتوں نے شرکت کی ان میں محترمہ بے نظیر بھٹو، نوابزادہ نصراللہ خان ملک غلام مصطفےٰ کھر، مولانا فضل الرحمٰن علامہ ساجد نقوی سمیت ۲۳ سیاسی جماعتوں کے ۴۵ رہنما شامل تھے۔

○ ملک غلام مصطفےٰ کھر نے کہا ہے کہ تینوں مسلح افواج کے تعاون اور تائید و حمایت سے قومی حکومت قائم کی جائے انہوں نے کہا کہ انتظامیہ کیا پورا انتظامی ڈھانچہ زمین بوس ہونے والا ہے یہ سسٹم جتنی جلدی تباہ ہو جائے اتنا اچھا ہے انہوں نے کہا کہ یہ کوئی ڈرانے والی باتیں نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے باقاعدہ منصوبہ کام کر رہا ہے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس میں شامل جماعتوں نے اسمبلیوں کی رکنیت سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کانفرنس نے مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر قومی اتفاق رائے کی حامل نگران حکومت قائم کر کے ملک میں آزادانہ انتخابات نہ کرائے گئے تو وہ اسمبلیوں سے استعفیٰ دے دیں گے۔

○ مولانا فضل الرحمٰن نے انکشاف کیا ہے کہ آئی جے آئی نے اپنے ہی امیدوار کو ہرانے کے لئے ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں ہمیں خفیہ پیشکش کی تھی۔

○ سیالکوٹ کے ندی نالوں میں حالیہ بارشوں سے شدید سیلاب آیا ہے۔

○ معلوم ہوا ہے کہ سانحہ بہاولپور کی تحقیقات کرنے والی کمیٹی کے اب تک چار اہم اجلاس ہو چکے ہیں ان میں تمام شواہد کا جائزہ لیا جا چکا ہے۔ اب تک کوئی نئی بات سامنے نہیں آسکی۔ تمام متعلقہ افراد سے پوچھ گچھ بھی مکمل ہو گئی ہے۔ خیال ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ اس ماہ کے آخر تک حکومت کو پیش کر دی جائے گی۔ اس کمیٹی کے سربراہ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین ہیں۔

○ گوجرانوالہ میں ۵ مل مزدور بم دھماکے میں شدید زخمی ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ جموں و کشمیر میں بھارتی فوج سے حریت پسندوں کی جھڑپیں جاری ہیں۔ ایک جگہ پر سات بھارتی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد بھارتی فوج نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور خواتین سمیت کئی افراد کو ان کے گھروں سے گرفتار کر لیا۔ دیگر علاقوں میں متفرق واقعات میں دس بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔

○ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر پیریز ڈی کوئیار نے امید ظاہر کی ہے کہ لبنان اور اسرائیل میں موجود یرغمالیوں کی رہائی کے بارے میں جلد ہی کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا۔ حال ہی میں رہا ہونے والے ایک یرغمالی مسٹر میکارتھی کے ذریعے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو جو خط پہنچایا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ اگر سیکرٹری جنرل اسرائیل اور یورپ میں قید عربوں کو رہا کروا لیں تو سارے یرغمالی رہا کر دیئے جائیں گے۔

○ اقوام متحدہ نے عراق کی فوجی نگرانی کے لئے عراق کی علاقائی حدود میں جاسوس نگران طیاروں کی پروازیں شروع کر دی ہیں۔ ان طیاروں کے ذریعے جو تصاویر اور معلومات حاصل ہوں گی ان کی روشنی میں اقوام متحدہ کی ٹیمیں مشکوک مقامات پر بھجوائی جائیں گی۔

○ یوگوسلاویہ میں ملک کو متحد رکھنے کی کوشش میں سیاسی لیڈروں کا ایک اجلاس منعقد کیا گیا ہے جس میں امن قائم کرنے جنگ ختم کرنے اور ملک میں کثیر الجماعتی سیاسی نظام قائم کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے۔

○ کروشیا کے ایک حصے میں مقامی باشندے واپس آنا شروع ہو گئے ہیں یہ باشندے چند ہفتے قبل سرو چھاپہ ماروں کے حملے سے خوف سے گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

○ لیتھوانیا کے باشندوں نے سوویت یونین کے ہیڈ کوارٹر کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ یہ لیتھوانیا کی سرحدی چوکی پر نامعلوم حملہ آوروں کے حملے کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ لیتھوانیا کے باشندوں کا خیال ہے کہ یہ حملہ آور روسی تھے۔